شکر الٰہی: فضیلت و اہمیت

مولانا ابو اسعد محمد صدیق صاحب
مدرس جامعہ سلفیہ

الحمدلله علی نعمائه الشاملة وآلائه الکاملة والصلاة علی سید الانبیاء محمد المصطفی وآله المجتبی اما بعد اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون۔ (البقرہ:۱۵۲)

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیت پر بنظر اختصار غور کیا جائے تو اس میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک مسئلہ ذکر اور دوسرا مسئلہ شکر۔ مگر جب ہم اسی آیت پر بنظر تفصیل تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں تو اس میں چار اشیاء کا تذکرہ ہے کیونکہ اس آیت میں دو امر' ایک نہی اور ایک اہم خبر ہے۔ ایک امر یہ ہے کہ **فاذکرونی** یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ **واشکروالی** یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کا حکم دیا ہے۔ ایک نہی یہ ہے کہ **ولا تکفرون** یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ناشکری سے منع کیا ہے اور ایک اہم خبر یہ ہے کہ **اذکرکم** یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ جب تم میرا ذکر کر رہے ہوتے ہو تو میں بھی تمہارا ذکر کرتا ہوں۔ سبحان اللہ اہل ایمان کیلئے یہ بہت بڑی بشارت اور سعادت ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انا عندظن عبدی بی وانا معه حین یذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاء ذکرت فی ملاء خیرمنهم۔

میں اپنے بندے کے خیال کے نزدیک ہوں اور جب کبھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ (یعنی میری مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے) اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو عام مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو بہت بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں (یعنی فرشتوں کی جماعت میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں) (ترمذیؒ کتاب الدعوات)

> شکر کی عبادت جس قدر اللہ تعالیٰ کو محبوب و مطلوب ہے اسی قدر اس عبادت کے حق کی ادائیگی مشکل بھی ہے کیونکہ انسان پر رب رحمٰن کے انعامات و احسانات بے شمار ہیں کہ ان کے شکر میں انسان اگر اپنی ساری عمر بھی لگا دے تو حق ادا نہ ہو سکے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تیرے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کروں تو انہوں نے عرض کیا:

آلله سمانی لک۔

کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ سے کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا **نعم**' ہاں! تو انہوں نے عرض کیا:

وقد ذکرت عند رب

العالمین۔

کیا میرا ذکر رب العالمین کے پاس ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں!

فذرفت عیناہ۔

تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں (فرحت و مسرت سے) آنسو آ گئے۔

معلوم ہوا کہ کسی آدمی کا ذکر و تذکرہ اللہ تعالیٰ فرمائیں تو یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

بہرکیف آج کی مجلس میں مسئلہ شکر پر بحث کرنا مقصود و مطلوب ہے۔

شکر ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عبادت ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں مذکور ہے:

و رفع علیھم آدم علیه السلام ینظر الیھم فرای الغنی والفقیر و حسن الصورة ودون ذالک فقال رب لو لا سویت بین عبادک قال انی احببت ان اشکر۔

یعنی عالم ارواح میں عہد الست کے موقع پر حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد پر بلند کیا گیا تو وہ ان کی طرف دیکھنے لگے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر' غریب' خوبصورت اور بدصورت دیکھے تو عرض کیا اے میرے رب! تو نے اپنے بندوں کے درمیان برابری کیوں نہ رکھی؟ فرمایا میں نے پسند کیا کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ (مسند احمد)

شکر کی عبادت جس قدر اللہ تعالیٰ کو محبوب و مطلوب ہے اسی قدر اس عبادت کے حق کی ادائیگی مشکل بھی ہے کیونکہ انسان پر رب رحمٰن کے انعامات و احسانات بے شمار ہیں کہ ان کے شکر میں انسان اگر اپنی ساری عمر بھی لگا دے تو حق ادا نہ ہو سکے۔

حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ان عبدالوخر علی وجھه من یوم ولد الی ان یموت ھرما فی طاعة الله لحقره فی ذالک الیوم ولود انه رد الی الدنیا کیما یزداد من الاجر والثواب۔

"تحقیق کوئی بندہ اگر اپنے چہرہ کے بل (سجدہ میں) گر جائے' اپنی پیدائش کے دن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کو بھی حقیر و قلیل سمجھے گا اور تمنا یہ کرے گا کہ اسے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کما کر لائے۔ (مسند احمد)

آنکھ کی ایک نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ آپ اس حدیث سے لگا سکتے ہیں جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا تھا جو پہاڑ پر پانچ سو سال تک عبادت کرتا رہا' اس کے ارد گرد دریا تھا' پہاڑ پر پانی پینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت اگا دیا' وہ انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا' فوت ہوتے وقت اس نے التجا کی' الٰہی! حالت سجدہ میں میری روح قبض کی جائے' میرے جسم کو صحیح سالم رکھا جائے تا کہ قیامت کے دن میں سجدہ کی حالت میں اٹھایا جاؤں' چنانچہ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہی معاملہ کیا' مگر ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے روز جب اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے' مگر وہ کہے گا نہیں بلکہ میرے عمل کے بدلے مجھے جنت میں داخل کیا جائے' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتیں جو میں نے اسے دی تھیں' کا مابین موازنہ کرو چنانچہ ایک آنکھ کی نعمت کا جب اس کے پانچ صد سالہ اعمال

> **شکر قلبی' یعنی نعمت کا تصور اور اعتراف کرنا۔ شکر لسانی' یعنی زبان سے منعم حقیقی کی تعریف کرنا' شکر بالجوارح یعنی بقدر استطاعت نعمت کی مکافات کرنا' یعنی منعم حقیقی کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اسی کے حسب مرضی و منشا اعمال بجالانا۔**

کے مقابلے میں وزن کیا جائے گا تو آنکھ کی نعمت کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور باقی نعمتیں اس پر مستزاد ہوں گی' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسے اب جہنم میں پھینک دو' پھر وہ عرض کرے گا الٰہی مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کیا جائے' اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ میرے بندے بتلاؤ تمہیں عدم سے وجود کس نے بخشا؟ عرض کرے گا اے اللہ تعالیٰ آپ نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہیں پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی قوت کس نے بخشی؟ اسی طرح تیرے کھانے کے لئے انار کا درخت کس نے اگایا اور پینے کے لئے پانی کا چشمہ کس نے جاری کیا؟ عرض کرے گا اے اللہ! آپ نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ سب میری رحمت سے ہوا' میری رحمت سے ہی تو جنت میں جائے گا' اور حکم فرمائے گا کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔ (المستدرک للحاکم' ۴/۱۰۴' الترغیب والترھیب' ۳۹۹)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم فرمایا:

اعملوا آل داؤد شکرا و قلیل من عبادی الشکور۔ (سبا' ۱۳)

اے آل داؤد شکر بجالاؤ اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔

چنانچہ اس حکم کی تعمیل حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے خاندان نے اس طرح کی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال، اولاد اور عورتوں پر اس طرح اوقات کی پابندی کے ساتھ نفل نماز تقسیم کی تھی کہ دن اور رات میں ہر وقت ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی انسان کھڑا نماز پڑھ رہا ہوتا۔ (تفسیر ابن کثیر' ۲/۴۸۸)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ حکم شکر نازل ہوا تو انہوں نے عرض کیا:

یا رب کیف اشکرک والشکر نعمة منک؟ قال الآن شکرتنی حین علمت ان النعمةمنی۔

اے میرے پروردگار' میں آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں جب کہ میرا شکر وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے (اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد اب تو نے میرا شکر ادا کر دیا جب تو نے یہ جان لیا کہ تمام نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر' ۶/۴۸۹)

اسی حقیقت کو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے اپنی دعا میں اس طرح بیان فرمایا:

اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔

اے اللہ! میں تیری حمد و ثناء اور شکر گزاری کا احاطہ نہیں کر سکتا' تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی۔ (نسائی' کتاب الطہارۃ' باب ترک الوضوء من مس الرجل امراتہ من غیر شہوۃ)

حالانکہ ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ وہ ذات ہیں کہ جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ﷺ ہے یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے والے اور ساری کائنات سے زیادہ ذات باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے' قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وہ احمد ہے اور اسی لئے اس نے بارش کے قطرات سے اور ریت کے ذرات سے بڑھ کر اپنے مالک' اپنے خالق' اپنے رازق' اپنے ہادی' اپنے معطی کی حمد و ثنا پھیلائی ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ۳/۱۷۹)

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ؂

از دست و زبان کہ بر آید
کز عہدہ شکرش بدر آید

کس کے ہاتھ اور زبان سے ہو سکتا ہے کہ اس کے شکر کی ذمہ داری پوری کرے۔

لہٰذا انسان کو یہ دعا مسنون کرتے رہنا چاہئے۔

رب اعنی علی ذکرک و شکرک وحسن عبادتک۔

اے میرے پروردگار! مجھے اپنا ذکر' شکر اور اپنی بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

شکر کی تعریف

علامہ راغب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الشکر تصور النعمة واظھارھا و یضادہ الکفر وھو نسیان النعمة و سترھا۔ (مفردات القرآن)

شکر کے معنی کسی نعمت کا تصور اور اس کے اظہار کے ہیں۔ شکر کی ضد کفر ہے جس کے معنی نعمت کو بھلا دینے اور چھپا رکھنے کے ہیں۔ شکر تین

قسم پر ہے:

شکر قلبی یعنی نعمت کا تصور اور اعتراف کرنا۔ شکر لسانی یعنی زبان سے منعم حقیقی کی تعریف کرنا، شکر بالجوارح یعنی بقدر استطاعت نعمت کی مکافات کرنا، یعنی منعم حقیقی کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اسی کے حسب مرضی ومنشا اعمال بجالانا۔

اب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شکر گزاری کے واقعات بیان کرتے ہیں تاکہ اسوہ نبوی اور اسوہ صحابہ کو مدنظر رکھ کر ہم بھی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بننے کا اپنے دلوں میں شوق وذوق پیدا کریں۔

شکر نبوی ﷺ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور اپنے بالاخانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس میں داخل ہو کر قبلہ کی طرف رخ کیا اور سجدہ میں گر پڑے اور سجدہ اتنا طویل کیا کہ مجھے یہ گمان پیدا ہوا شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سجدہ میں آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کر لی ہے۔ چنانچہ میں آپ کے قریب گیا اور بیٹھ گیا آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا عبدالرحمن، آپ نے فرمایا تیری کیا حالت ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا سجدہ کیا کہ مجھے یہ خطرہ ہو گیا ایسا نہ ہو کہ اس میں آپ کی روح پرواز کر گئی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا:

ان جبریل اتانی فبشرنی فقال ان الله عزوجل یقول من صلی علیک صلیت علیه و من سلم علیک سلمت علیه فسجد لله عزوجل شکرا۔

جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے میں اس پر رحمت نازل کرتا ہوں اور جو تم پر سلام بھیجتا ہے میں اس پر سلامتی نازل کرتا ہوں تو میں نے اس کے شکریہ میں اللہ تعالیٰ کا سجدہ ادا کیا، (مسند احمد، ۱/۱۹۱، مجمع الزوائد ۲/۲۸۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

افلا احب ان اکون عبدا شکورا۔

کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الفتح)

شکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب جنگ یمامہ میں مسلمانوں کو فتح اور مسیلمہ کذاب کے قتل کی اطلاع ملی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ (بیہقی ۲/۳۷۱، زادالمعاد ۱/۳۵۱)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک قبیح کام میں لگے ہوئے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ ان کی طرف چلے تو انہیں دیکھا کہ وہ بھاگ گئے لیکن ان کی قباحت کا اثر موجود تھا:

فحمدالله اذ لم یصادفھم واعتق رقبة۔

اس بات پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ انہوں ان لوگوں کو نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۱/۲۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب خوارج کے مقتولوں میں ذوشدیہ (اس کا ایک ہاتھ پستان کی طرح چھوٹا تھا) کو دیکھا تو سجدہ شکر ادا کیا۔ (زاد المعاد، مسند احمد حدیث نمبر ۸۴۴، ۱۲۵۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ مسلمانوں کا ان سے بائیکاٹ کا قصہ مشہور ہے۔ پچاس دن کے بعد جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر کیا۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک)

ایک دفعہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یتیمی کی حالت میں نشوونما پائی، مسکینی کی حالت میں ہجرت کی، صرف پیٹ کی روٹی پر غزوان کی بیٹی کا ملازم تھا، جب وہ لوگ منزل پہ اترتے تو میں ان کیلئے لکڑیاں چن لاتا تھا اور جب وہ اونٹ پر سوار ہوتے تو میں ان کی حدی خوانی کرتا تھا لیکن اب:

الحمدلله الذی جعل الدین قواما وجعل اباھریرة اماما۔

شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو

مضبوط بنایا اور ابو ہریرۃ کو امام بنایا۔ (سنن ابن ماجہ' کتاب الرھون' باب اجارۃ الاجیر علی طعام بطنہ)

حضرت حمید بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقیق میں ان کی زمین میں بیٹھا ہوا تھا' ان کے پاس مدینہ کے کچھ لوگ سواریوں پر سوار آئے اور ان کے مہمان بنے تو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا جاؤ میری والدہ کے پاس انہیں کہنا کہ آپ کا بیٹا سلام کہتا ہے اور کہنا کہ ہمیں کچھ کھانے کیلئے بھیج دے' حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں انہوں نے تین روٹیاں زیتون کے تیل اور نمک کے ساتھ مجھے دے دیں' میں نے وہ چیزیں اپنے سر پر رکھیں اور ان کے پاس لے آیا جب میں نے یہ کھانا ان کے سامنے رکھا:

کبرابوھریرۃ و قال۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا:

الحمدلله الذی اشبعنا من الخبز بعد ان لم یکن طعامنا الا الاسودین الماء والتمر۔

تمام تعریف اس اللہ کیلئے جس نے روٹی سے ہمیں سیر کیا حالانکہ اس سے پہلے ہماری غذا پانی اور کھجور کے سوا کچھ نہ تھی' (موطا امام مالک' کتاب صفۃ النبی ﷺ باب جامع ما جاء فی الطعام والشراب)

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے تو حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چیز تھی جو نبی کریم ﷺ نے انہیں دی تھی' جو ان کی گٹھری میں پڑی ہوئی تھی' انہوں نے اسے نہ پایا' اسے تلاش کرنا شروع کیا' جب اسے پالیا تو شکر کیلئے سجدہ میں گر گئیں۔ (طبرانی' مجمع الزوائد' ۲/۲۹۰)

مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے تو انصار کی بچیاں خوشی و مسرت سے یہ ترانہ شکر اپنی زبان سے ادا کر رہی تھیں۔

اشرق البدر علینا
من ثنیات الوداع
ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب
چودہویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا
وجب الشکر علینا
مادعا للہ داع
کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے
شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا
ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع
ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی
بھیجنے والا ہے تیرا کبریا
(رحمۃ للعالمین' ۱/۱۰۲)

شکر سے غفلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا تاکہ یہ اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا کرے' قرآن کریم میں ہے:

وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۔ (نحل' ۷۸)

اور اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

لیکن انسان نے ان انعامات پر اللہ تعالیٰ کا بہت کم شکر ادا کیا' اسی لئے فرمایا:

وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ (سجدہ ۹)

اور اس نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔

حالانکہ دل' آنکھ اور کان اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا فرمائے کہ انسان ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے پروردگار کو سمجھے' اس کی آیات کا مشاہدہ کرے اور حق کی بات کو غور سے سنے' یہ تھا ان انعامات کا شکریہ کا صحیح طریقہ لیکن انسان ان چیزوں سے صحیح فائدہ نہ اٹھا کر چوپایوں کی طرح ہوا بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ' اسی لئے فرمایا:

ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔ (اعراف:۱۷۹)

اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے' یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں' یہی لوگ غافل ہیں۔

قیامت کے روز جب ان سے غفلت کا پردہ دور ہوگا تو کہیں گے:

وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر فاعترفوا بذنبھم۔ (سورۃ الملک: ۱۰)

پھر کہیں گے کاش ہم سن لیتے یا سمجھتے تو ہم اہل جہنم میں شامل نہ ہوتے وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرلیں گے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆